سنن بیہقی اور اس کا اسلوب تدوین

عبدالحمید خان عباسی

امام بیہقی کا مختصر تعارف

السنن الکبری کے مؤلف امام بیہقی أحمد بن حسین بن علی موسیٰ، کنیت أبو بکر اور لقب شیخ خراسان ہے۔ یہ خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کے مضافاتی قصبہ بیہق میں ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۵۸ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انہیں بیہق ہی میں سپرد خاک کیا گیا(۱)۔

امام بیہقی کے اوصاف وکمالات کا اعتراف کرتے ہوئے ارباب سیر او تذکرہ نگاروں نے کہا کہ وہ علم کا پہاڑ، اپنے دور کے عدیم المثال، یکتائے روزگار، میدان علم کے شاہ سوار، حاذق الفن محدث اور علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ (۲)۔ اس حقیقت کا سب سے بڑا ثبوت آپ کی یہ تصانیف ہیں: الآ داب، اثبات الرؤية، اثبات عذاب القبر، أحكام القرآن، الأ ربعين الكبرى، الأربعين الصغرى، الأ سماء والصفات، الا عتقاد، الايمان، البعث والنشور، بيان خطأ من اخطا على الشافعي، خريج أحاديث الأم للشافعي، الترغيب والترهيب، الجامع فى الخاتم، الجامع المصنف فى شعب الايمان، الخلافيات بين الشافعي وأبى حنيفة، حياة الانبياء فى قبرهم، الدعوات الصغير، الدعوات الكبير، دلائل النبوة، ردالانتقاد على لفظ الامام الشافعى، الذهد الكبير، رسالة فى حديث الجويبارى، السنن الكبرى (زیر بحث)، السنن الصغرى ، فضائل الأوقات، القدر، فضائل الصحابة رضى الله عنهم، القرأة خلف الامام، المبسوط فى نصوص الشافعي، المدخل الى كتاب السنن، معرفة السنن و الآثار، مناقب أحمد بن حنبل، منا قبا الامام الشافعي وغیرہ(۳)۔

السنن الکبری کا تعارف

امام بیہقی کی ''السنن الکبری'' حدیث کی بہت مفید اور اہم کتاب ہے۔ صحاح ستہ کی طرح اسے بھی علماء کرام نے ہر دور میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسے کتب حدیث کے طبقات میں سے تیسرے طبقہ کی کتب میں شامل کیا ہے (۴)۔ علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ علم حدیث میں تہذیب و ترتیب اور عمدگی کے اعتبار سے اس جیسی اور کوئی کتاب نہیں لکھی گئی (۵)۔

اس کی اہمیت کی بنیاد پر بعض علماء فن کہتے ہیں کہ ''اسانید، علل، اسماء الرجال اور صحاح کے متون کے علاوہ جن متون کا علم و سماع ایک محدث اور طالب فن کے لیے ضروری ہے، ان میں کتاب السنن الکبریٰ کا متن بھی ہے۔ اس کو مصنف کی زندگی ہی میں پوری شہرت و مقبولیت مل گئی تھی''۔ (۶)۔

امام بیہقی کے استاد امام محمد عبداللہ بن یوسف جوینی نے اچھی خاصی رقم سے السنن الکبری کا نسخہ حاصل کر کے بڑے شوق سے اسے ملاحظہ فرمایا تو انہیں تعجب ہوا اور اپنی مسرت و اطمینان کا اظہار کیا۔ اس کوشش پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا (۷)۔

السنن الکبری کا موضوع ہے سنن و احکام سے متعلقہ احادیث کو جمع کرنا، فقہی لحاظ سے ابواب کو ترتیب دینا اور ساتھ ساتھ احادیث کا درجہ بیان کرنا کہ آیا وہ صحیح ہیں یا ضعیف۔ یہ کتاب امام بیہقی کی ان اہم کتب میں سے ہے جو ان کی علمی مہارت اور علماء کے ہاں ان کے علمی مقام و مرتبے کو ظاہر کرتی ہیں (۸)۔

سنن کبری کا اسلوب ترتیب و تدوین

امام بیہقی نے اپنی ''السنن الکبری'' کی ترتیب و تدوین میں جو اسلوب اختیار کیا اس کے چند ایک پہلو ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

۱۔ امام بیہقی نے اسے دیگر سنن کی طرح فقہی کتب و ابواب کے اسلوب پر مرتب کیا ہے۔ پہلے وہ ایک کتاب قائم کرتے ہیں، پھر اس کے تحت متعدد ابواب باندھتے ہیں، اور ہر ایک باب میں اس کے (عنوان) سے متعلقہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ پوری سنن میں اس طرح کا اسلوب ہے۔

۲۔ امام بیہقیؒ نے اس میں متعدد ایسی احادیث کو شامل کر دیا ہے جو حدیث کی دیگر معروف کتب میں موجود نہیں ہیں (۹)۔

۳۔ وہ اس میں بہت ساری ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو اگر چہ دوسرے مصادر حدیث میں موجود ہوتی ہیں مگر وہ اپنی سنن میں انہیں بعض ضروری اضافوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، مثلاً:

- کثرت اسانید، اس سے حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر وہ کسی اور کتاب میں ضعیف سند کے ساتھ مذکور ہے تو اس میں وہ قوی سند کے ساتھ ہوتی ہے، یا دوسری کتاب میں وہ ایک سند سے مذکور ہوتی ہے جبکہ اس میں وہی حدیث کسی دوسری سند کے ساتھ ہوتی ہے۔
- کبھی ایک حدیث کسی اور کتاب میں مدلس سند کے ساتھ ہوتی ہے جس میں سماع کی تصریح نہیں ہوتی جبکہ سنن بیہقی میں سماع کی تصریح کے ساتھ ہوتی ہے اور تدلیس ختم ہو جاتی ہے۔
- کبھی ایک حدیث دوسری کتاب میں مرسل، یا منقطع، یا موقوف، یا مقطوع ہوتی ہے جبکہ سنن بیہقی میں وہی حدیث متصل و مرفوع ہوتی ہے۔

ان فوائد کے علاوہ کثرت اسانید سے اور فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جیسے، مبہم راوی کے نام کو ظاہر کرنا، راوی کی نسبت کا تعین کرنا، راوی کے اضطراب اور اس کے شک کو بیان کرنا، سند میں ایک راوی کی نسبت کا تعین کرنا اور اس راوی کے نام کی تصریح کرنا جس نے ایک حدیث کو ایک صحابی سے دو بار سنا ہو ایک بار مرفوعاً سنا ہو، اور دوسری بار مرقوفاً اور اسی طرح تابعی سے بھی دو مرتبہ سنا ہو ایک مرتبہ موصولاً (متصلاً) سنا ہو اور دوسری مرتبہ مرسلا (۱۰)۔

۴۔ اسی طرح سنن بیہقی کی احادیث کے متون میں بھی فوائد پائے جاتے ہیں وہ اس طرح کہ ایک حدیث دیگر کتب میں مختصر، یا مجمل، یا عام، یا مطلق طور پر مذکور ہوتی ہے جبکہ سنن بیہقی میں وہی حدیث طویل یا مفسر یا خاص یا مقید ہوتی ہے۔(۱۱)۔

۵۔ امام بیہقی اپنی سنن میں صحابہ کرامؓ، تابعین رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ کے بہت سے ایسے آثار بیان کرتے ہیں جو دوسرے مصادر حدیث میں نہیں ہوتے (۱۲)۔

۶۔ وہ اس میں أئمہ کرام کے بہت سارے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جن کا تعلق احادیث اوران کے رواۃ کی تصحیح یا ترجیح یا تضعیف سے ہوتا ہے۔اس طرح کے اقوال ان کی دیگر کتب میں نہیں پائے جاتے (۱۳)۔

۷۔ امام بیہقی کا ایک اسلوب یہ ہے کہ اگر وہ کسی ایسی حدیث کی اپنی سنن میں بیان کرتے ہیں جس کی تخریج صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک میں ہوئی ہوتو وہ اس کی تصریح کر دیتے ہیں۔ان کے اس اہتمام سے ایسا لگتا ہے کہ السنن الکبری گویا ''المستخرج علی الصحیحین'' ہے اور مستخرجات کے کئی فوائد ہوتے ہیں (۱۴)۔

۸۔ تراجم ابواب میں امام بیہقی کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ان میں متعدد فقہی مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔پھر ان کی تائید میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث رسول ﷺ بیان کرتے ہیں۔اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دیگر علماء کو پتہ چل جائے کہ آیات اور احادیث سے دقیق نوعیت کے فقہی مسائل کس طرح اخذ کیے جاتے ہیں اوراس کے ساتھ ساتھ انہیں اس بات کا بھی علم ہو جائے کہ ان آیات اوراحادیث کی دقیق تاویلات کیسے کی جاتی ہیں؟ یہ ایسے امور ہیں جن کو آسانی سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ امام بیہقی کے اسلوب کا بہت بڑا فائدہ ہے جس سے السنن الکبری مزین ہے (۱۵)۔

۹۔ امام شافعیؒ کے مقلد ہونے کے باوجود بیہقیؒ اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔بعض اوقات کسی مسئلہ میں وہ امام شافعیؒ کے مذہب کے خلاف ایک بات، جو انہیں اچھی لگتی ہے، کو ترجیح دیتے ہیں۔ بسا اوقات وہ امام شافعیؒ کے ایسے قول کو ترجیح دے دیتے ہیں جو ان کے مشہور اقوال کے خلاف ہوتا ہے، جیسا کہ انہوں نے التکرار فی مسح الرأس (۱۶) کے مسئلہ میں کیا ہے۔ اوراسی طرح الوضوء من لحوم لا بل (۱۷) اور " الصوم عن المیت " (۱۸) کے مسئلہ میں کیا۔

۱۰۔ امام بیہقی نے اپنی سنن کو دیگر سنن کی طرح فقہی کتب کے اسلوب پر مرتب کیا ہے اور ابواب کے تحت بعض اوقات ایسی احادیث کو ذکر کیا ہے جن کا بظاہر ان فقہی ابواب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن وہ ان کے درمیان ایسے لطیف انداز سے ربط ومناسبت بیان کرتے ہیں جس سے ان میں ایک مناسب تعلق ظاہر ہوتا ہوا نظر آتا ہے، مثلاً: أحادیث البر و الصلة کو ابواب الحضانة، استئذان کی احادیث کو کتاب الحدود میں، بہت ساری فضائل کی احادیث کو کتاب قسم الفیء میں اور أمر بالمعروف و النهی عن المنكر کی احادیث کو کتاب أدب القاضی میں بیان کرتے ہیں (۱۹)۔

۱۱۔ وہ السنن الکبریٰ کی کتب وابواب کے درمیان ایسا لطیف ودقیق ربط پیدا کر دیتے ہیں جس سے ایسا لگنے لگتا ہے کہ ان کی کتاب ایسی زنجیر کی طرح ہے جس کی کڑیاں ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ کتاب کی فہرست دیکھنے سے اس کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے (۲۰)۔

۱۲۔ کتب وابواب میں مناسبت کے ساتھ ساتھ امام بیہقی احادیث کے درمیان بھی ربط بیان کرتے ہیں اور اکثر بار وہ پچھلے باب کے آخیر میں ایسی حدیث ذکر کرتے ہیں جس کا واضح ربط آنے والے باب کے ترجمہ (عنوان) کے ساتھ نظر آتا ہے (۲۱)، مثلاً:

الف۔ باب قتل الرجل بالمرأة کے آخر میں "حدیث الیهودی الذی قتل صبیة مسلمة فقتل بها". اس حدیث کے بعد آنے والے باب کا عنوان ہے: "باب فیمن لا قصاص بینه باختلاف الدینین" (۲۲)

ب۔ کتاب الایمان کے "باب اسماء الله عزوجل" کی آخری حدیث میں امام شافعیؒ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں:

"من حلف باسم من اسماء الله فحنث فعلیه الكفارة، لأن اسم الله غیر مخلوق ومن حلف بالكعبة أو الصفا او المروة فلیس علیه الكفارة لأنه مخلوق وذاک غیر مخلوق".

''جواللہ کے ناموں میں سے کسی نام کی قسم کھائے اور پھر وہ پورا نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام غیر مخلوق ہے۔ جو کعبہ یا صفا اور مروہ کی قسم کھائے گا اس پر کوئی کفارہ نہیں کیونکہ یہ مخلوق ہیں اور وہ غیر مخلوق ہے''۔

اس حدیث کے بعد امام بیہقی ''باب کراهية الحلف بغير الله عزوجل'' (۲۳) کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۳۔ **راویان حدیث پر نقد کرنا**

امام بیہقی کے اسلوب کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اپنی سنن میں راویان حدیث پر جرح و تعدیل کے طور پر نقد کرتے ہیں۔ اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ وہ عدالت وضبط کے لحاظ سے راویوں کے مراتب کا تعین کرتے ہیں اور ہر ایک مرتبہ کے لیے الگ الگ الفاظ وعبارت استعمال کرتے ہیں۔ جن سے راوی کے رتبہ اور حدیث کے درجہ کا پتہ چل جاتا ہے۔ راویوں کے مراتب درج ذیل ہیں (۲۴):

پہلا مرتبہ: عادلین کا ہے۔ عادلین دو طرح کے ہیں: ایک ثقات اور دوسرے وہ جن میں ضعف کی کمی وزیادتی کے لحاظ سے ان کی روایات کو قبولیت حاصل ہو جاتی ہے:

الف۔ **ثقات:** ثقات میں پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم اور پھر تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد والے طبقوں کے راوی شامل ہیں۔ جہاں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق ہے تو وہ سب کے سب ثقہ ہیں (۲۵)۔ لیکن امام بیہقی ان میں مراتب وفضیلت کے لحاظ سے فرق کرتے ہیں، مثلاً: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کو دیگر صحابہ رضی الہ عنہم کی مرویات سے مقدم کرتے ہیں اور تقدیم کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں:

''ابو هريرة أحفظ مَن روى الحديث فى دهره. فَرِوَايَتُه أولى'' (۲٦).

(راویان حدیث میں سے ابو ہریرہؓ اپنے وقت کے سب سے زیادہ حافظ ہیں۔ اس لیے ان کی روایت کو دوسروں کے مقابلہ میں فوقیت حاصل ہے''۔

اور جہاں تک تابعین اوران کے بعد کے طبقات کے راویوں کا تعلق ہے تو ان کے درجات کے تفاوت کو ظاہر کرنے کے لیے امام بیہقیؒ ان الفاظ اور عبارات کو استعمال کرتے ہیں: حجةٌ ثقه (۲۷)، ثقة ثبت (۲۸)، عالم ثقة (۲۹)، ثقة مامون (۳۰)، صدوق ثقة (۳۱)، حجة (۳۲)، ثقة (۳۳)، مشهور (۳۴)، معروف (۳۵).

ب۔ وہ رواۃ جو ضعیف ہیں مگر ان کے ضعف میں فرق کے مطابق ان کی روایات کو قبول کیا جاتا ہے، تو ایسوں کے لیے امام بیہقیؒ اس طرح کی عبارتیں استعمال کرتے ہیں:

ليس به بأس (۳۶)، أو لابأس به (۳۷)، صدوق ألا أنه ربما يَهِمُ في الشيء (۳۸).

دوسرا مرتبہ: ان راویوں کا ہے جو بہت ضعیف اوران کی احادیث نظر واعتبار کے طور پر لکھی جاتی ہیں۔ جن احادیث میں وہ منفرد ہوں ان سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ امام بیہقیؒ ایسے راویوں کے لیے یہ عبارتیں استعمال کرتے ہیں:

من لا يفرح بما تفردبه (۳۹)، من ليس بالقوى (۴۰)،غير قوى (۴۱)، من كان غير حافظ (۴۲)، من تكلموافيه (۴۳)، من فيه نظر (۴۴)، ضعيف (۴۵)، مطعون فيه (۴۶)، من لا يُحتجُّ به (۴۷)، ضعيف جداً (۴۸)، ضعيف الذى لا يحتج به (۴۹)، مجهول (۵۰).

تیسرا مرتبہ: اس مرتبہ میں وہ راوی ہیں جن کی احادیث کو رد کر دیا جاتا ہے اور انہیں لکھا نہیں جاتا۔ ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک اس طرح کے راویوں کو "متروكون" کہا جاتا ہے، یا یہ ان لوگوں میں سے ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر یا غفلت کے طور پر جھوٹ بولنے میں معروف ہوتے ہیں۔ ان کے لیے امام بیہقیؒ سنن کبری میں یہ عبارتیں استعمال کرتے ہیں:

منكر الحديث (۵۱)،منكر الحديث الذى لا يتابع فى حديثه (۵۲)، متروك الحديث (۵۳)، كذاب متروك (۵۴)، من يضع الحديث (۵۵)، معروف

يوضع الحديث (٥٦).

راویانِ حدیث پرنقد کے لیے اس طرح کی عبارتوں اور الفاظ سے السنن الکبری بھری پڑی ہے۔ اس سے ایک جانب سے امام بیہقیؒ کے علمی مقام و مرتبے کا پتہ چل جاتا ہے اور دوسری جانب سے السنن الکبری کی مصادر حدیث میں قدر و قیمت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

۱۳۔ نقدِ حدیث کے لیے امام بیہقی کی خاص احادیث

امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں نقدِ حدیث کے لیے بعض ایسی اصطلاحات کو استعمال کیا ہے جن کو کسی اور محدث نے استعمال نہیں کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

الف۔ ''لم يحتج به الشيخان البخاری و مسلم'' (٥٧)۔ اس عبارت کو امام بیہقی کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ محدث بھی ہیں اور فقیہ بھی (٥٦٨)۔

ب۔ ''ليس بالمعروف جداً'' (٥٩)۔ امام بیہقی کے نزدیک یہ عبارت نقد کے لیے ہے جو لفظ ''مَستُورً'' کے مساوی ہے، مجہول کے مساوی نہیں ہے کیونکہ وہ مجہول کے لیے لفظ ''مجہول'' ہی کو استعمال کرتے ہے (٦٠)۔

''ليس بالعمروف جداً'' کی عبارت کو امام بیہقی هانی بن هانی الهمدانی الكوفی کے لیے استعمال کرتے ہیں جو ائمہ کرام کے نزدیک ''مستور'' ہے (٦١)۔

ج۔ قوله: '' إنّا لا نحفظ عنه آلا هذا الحديث '' (٦٢)۔ اس عبارت کا اطلاق اس مجہول راوی پر ہوتا ہے جو ''مستور'' سے کم درجے کا ہوتا ہے اور ''مجہول'' سے اوپر کے درجے کا ہوتا ہے، جیسے کہ یہ حکم امام بیہقی اسود بن ثعلبة پر لگاتے ہیں (٦٣)۔

د۔ قوله: لم يثبت من معرفته مايوجب قبول راويته'' (٦٤)۔ امام بیہقی اس عبارت کو اس راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں جس پر ''جہالت'' کا حکم لگتا ہو۔ بعض اوقات وہ اس عبارت کو اپنے اس کلام میں ذکر کرتے ہیں جس کلام سے وہ کسی راوی پر ''مجہول'' ہونے کا حکم لگاتے ہیں، مثلاً: جس راوی کی حدیث ترغیب و ترہیب میں معتبر ہو اور اُحکام میں معتبر نہ ہو اس کے متعلق

فرماتے ہیں:" أ ویکون مجھولاً لم یثبت من عدالته، وشرائط قبول خبره مایو جب القبول" (٦٥)۔(یا وہ راوی مجہول ہوگا اور اس کی عدالت ثابت نہیں ہوگی۔اس کی حدیث کی قبولیت کے لیے شرط یہ ہے کہ اس میں وہ وصف موجود ہو جس کی بنیاد پر وہ حدیث مقبول ہو جائے'۔

ر۔ قوله: " فيه نَظَرٌ" (٦٦)۔ امام بیہقی اس عبارت کو اس راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں جس کی روایات میں منکر نوعیت کی احادیث موجود ہوں۔ان کے نزدیک یہ عبارت ایسے نقد کے لیے ہے جس کی وجہ سے راوی بالکل متروک نہیں ہو جاتا جیسا کہ:جسرة بنت دجاجة العامرية کے بارے میں فرماتے ہیں:"فيها نَظَرٌ" (٦٧) حالانکہ وہ مقبول راویوں میں شمار ہوتی ہیں (٦٨)۔

۱۴۔ ادائے حدیث کا اسلوب کرنا

امام بیہقی اپنی سنن کبری میں احادیث کو اداء (بیان، روایت) کرنے کے لیے درج ذیل الفاظ (صیغے، لفظی اسالیب) استعمال کرتے ہیں:

سماع کی حالت میں" حدثنا " اور" أ خبرنا " استعمال کرتے ہیں۔اگر کسی کتاب میں سے کچھ احادیث سماع کے اسلوب پر اخذ کریں اور باقی ماندہ حصہ سماع کے علاوہ تحمل حدیث کے کسی اور اسلوب پر حاصل کریں تو اس سے آگاہ کر دیتے ہیں اور دونوں صیغوں میں فرق بھی کر دیتے ہیں۔وہ اس طرح کہ سماع کے لیے" حدثنا " کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے اسالیب کے لیے یوں کہتے ہیں:" اجازة" (٦٩)۔اسلوب مکاتبہ میں یوں کہتے ہیں:" أنبأني أبو نصر بن قتادة ، وكتبه لی بخطه" (٧٠) اور وجادہ کے اسلوب پر حاصل ہونے والی احادیث کو روایت کرتے وقت یوں کہتے ہیں" ورأيت في (كتاب العلل) لأ بی عيسى الترمذی " (٧١)۔بسا اوقات وہ وجادہ کے اسلوب کے لیے" بلغنی " (٧٢) کا صیغہ بھی استعمال کرتے ہیں۔

۱۵۔ امام بیہقی کا ایک اسلوب یہ ہے کہ وہ اپنے سے ماقبل مصادر حدیث سے مواد اخذ کرتے ہیں اور حوالوں کے ذریعہ ان کی نشاندھی کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوجاتا ہے فلاں حدیث کن کن مصادر حدیث میں موجود ہے۔

ڈاکٹر نجم عبدالرحمٰن خلف کی تحقیق کے مطابق سنن کبری میں امام بیہقی نے جن جن مصادر پر اعتماد کیا اور حوالوں سے ان کی نشاندہی کی ان کی تعداد ۱۶۹ (ایک اسوانہتر) ہے (۷۳)۔ ذیل میں اس سلسلہ کی چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

حدیث روایت کرنے کے بعد امام بیہقی یوں لکھتے ہیں:

"رواه البخاری فی الصحیح أخرجه ملسم..... (۷۴)، رواه مسلم فی الصحیح.... (۷۵)، رواه محمد بن اسحاق بن خزیمة فی صحیحه (۷۶)، وأخرجه أبو داؤد فی السنن (۷۷)، رواه ابو عیسی الترمذی (۷۸)، أخرجه ابو عبد الرحمن النسائی فی کتاب السنن"........ (۷۹)۔

کتب صحاح اور سنن کے علاوہ مسانید، مصنفات، معاجم، کتب فقہ واصول فقہ، کتب انساب، کتب الجرح والتعدیل اور کتب الرقاق وغیرہ کے حوالے السنن الکبری میں بکثرت ملتے ہیں۔ اس سے امام بیہقی کی علمی وسعت عیاں ہوتی ہے۔

کتب صحاح میں سے صحیحین کے حوالے امام بیہقی نے بکثرت دیئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ سنن کبری المستخرج علی الصحیحین ہے۔ مگر الفاظ، معانی اور متون وغیرہ میں مطابقت نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے اپنی روایت میں ان الفاظ واسناد کا ذکر کیا ہے، جو ان کے اپنے شیوخ سے ملے ہیں۔ اس لیے ان کے اور صحیحین کے الفاظ ومعانی میں تھوڑا بہت فرق ہوتا ہے۔ اس کی انہوں نے تصریح بھی کر دی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

"وهكذا ما أخرجه المؤلفون فی تصانیفهم المستقلة کا لسنن الکّ للبیهقی و شرح السنة لأبی محمد البغوی...قد قال أخرجه البخار؛

اللفظ"(۸۰)۔

(اسی طرح جن مصنفین نے جیسے امام بیہقی اور امام بغوی (م ۵۱۶ھ) (۸۱) نے اپنی مستقل تصنیفات سنن کبری وشرح السنۃ وغیرہ میں جو کہا ہے کہ "اس حدیث کی امام بخاری ومسلم نے تخریج کی ہے" تو اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اس کی اصل شیخین کے یہاں موجود ہے ورنہ دونوں کے درمیان لفظ اور بعض اوقات معنی میں بھی فرق وتفاوت کا احتمال رہتا ہے۔ ایسی حالت میں تم اس طرح کی کتب سے کوئی حدیث نقل کرکے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بعینہ اس شکل میں بخاری یا مسلم کی کتابوں میں بھی موجود ہے، جب تک تم دونوں کے الفاظ کا مقابلہ نہ کرلو، یا یہ کہ خود تخریج کرنے والا اس کے متعلق یہ واضح کردے کہ اس کی ان ہی لفظوں کے ساتھ امام بخاری نے تخریج کی ہے)۔

مختصر یہ کہ امام بیہقیؒ تألیف کتب میں اپنے اسلوب کو یوں بیان کرتے ہیں:

"اصول وفروع میں تألیف کردہ کتب میں میں نے ان احادیث پر اعتماد کیا ہے جو صحیح ہیں یا میں نے صحیح اور غیر صحیح احادیث میں فرق کردیا ہے تاکہ اہل سنت وجماعت میں سے اعتماد کرنے والا آدمی بصیرت کے ساتھ ان پر اعتماد کرے۔ اور وہ اہل بدعت جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان احادیث سے، جن پر اہل سنت وجماعت کے علماء نے اعتماد کیا ہے، کوئی استدلال نہ کرپائیں" (۸۲)۔

حوالہ جات

۱۔ تفصیلی حالات زندگی کے لیے دیکھئے: الأ نساب (سمعانی)، ۲/۳۸، البداية و النهاية: ۱۲/۹۴، تذكرة الحفاظ، ۳/۲۱۹(۱۰۱۴)، العبر، ۳/۲۴۲، شذرات الذهب، ۳/۳۰۴، وفيات، الأعيان، ۱/۵۷، طبقات الشافعية (سبکی)، ۴/۸، المنتظم، ۸/۲۴۲، سير أعلام النبلاء، ۱۶۴ء السنن الكبرى، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، ۱/۹۔

۲۔ دیکھئے: طبقات الشافعية (سبکی)، ۳/۱۳، معرفة السنن و الآثار، ۸، ۹۔

۳۔ ان کتب میں سے ہر ایک کے متعلق یہ جاننے کے لیے کہ کیا وہ طبع ہو چکی ہے یا مخطوط صورت میں ہے اور کسی لائبریری میں موجود ہے یا مفقود ہو چکی ہے، دیکھئے: شُعَبُ الايمان مقدمه، ۱/۱۴تا۱۸۔

۴۔ حجة الله البالغة (عربی، اردو)، ۱/۳۲۸۔

۵۔ طبقات الشافيعة، ۳/۴، السنن الكبرى، ۴۶۷۔

۶۔ تذکرۃ المحدثین (اصلاحی)، ۳۲۹۔

۷۔ معرفة السنن و الآثار (تقدمة المحقق)، ۱/۳۸۔

۸۔ تدوين السنة النبوية، ۱۹۸۔

۹۔ السنن الكبرى، ۱۰/۳۵۱۔

۱۰۔ ایضاً، ۱۰/۳۵۲۔

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ ایضاً، ۱۰/۳۵۳۔

۱۴۔ ایضاً، ۱۰/۳۵۳

۱۵۔ ایضاً، نیز دیکھئے، ۳/ ۴۱۵۔

۱۶۔ السنن الکبریٰ، ۱/ ۶۲

۱۷۔ ایضاً، ۱/ ۱۵۸

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ السنن الکبری، ۱۰/ ۳۵۳

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ السنن الکبری، ۸/ ۲۸

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ تفصیلات کے لیئے دیکھئے۔ معجم الجرح و التعدیل لرجال السنن الکبری، ۲۰۳ و مابعدها.

۲۵۔ "واصحاب النبی ﷺ کلهم ثقات" (السنن الکبری، ۴/ ۲۴۹).

۲۶۔ ایضاً، ۱/ ۲۴۲

۲۷۔ ایضاً، ۴/ ۲۴

۲۸۔ ایضاً، ۱۰/ ۱۶۷، ۶/ ۲۱۰

۲۹۔ ایضاً، ۷/ ۱۹۶

۳۰۔ ایضاً، ۵/ ۲۳۹

۳۱۔ ایضاً، ۲/ ۲۰۱

۳۲۔ ایضاً، ۶/ ۱۷۹

۳۳۔ ایضاً، ۱/ ۴۶، ۱۳۲، ۲/ ۲۸، ۱۳۷، ۱۷۴

۳۴۔ ایضاً، ۱/ ۲۰، ۲۰۷

۳۵۔ ایضاً،۴/۱۴۰

۳۶۔ ایضاً،۱/۱۳۳،۲۰۷

۳۷۔ ایضاً،۳/۳۲

۳۸۔ ایضاً،۵/۱۲

۳۹۔ ایضاً،۲/۳۵۵

۴۰۔ ایضاً،۱/۳۰۲،۳۹۲،۲/۲۹،۱۳۲

۴۱۔ ایضاً،۱/۳۰۳،۳۹۲،۲/۲۹،۱۳۲

۴۲۔ ایضاً،۴/۱۲

۴۳۔ ایضاً،۱/۱۷۵،۷/۲۶۱

۴۴۔ ایضاً،۱/۱۰۲،۳۱۸

۴۵۔ ایضاً،۱/۱۰،۶۶،۱۲۰،۲/۳۵،۱۶۰،۲۱۳،۲۲۹،۲۵۶

۴۶۔ ایضاً،۸/۲۳

۴۷۔ ایضاً،۱/۲۶۳،۲۶۶،۳۰۲

۴۸۔ ایضاً،۶/۱۳۸،۷/۲۵،۹/۲۲۲

۴۹۔ ایضاً،۱/۲۰۷،۲۵۸،۲/۳۹۷،۳/۱۶۹،۴/۱۰۴،۵/۳۰۵،۱۰/۳۱۲

۵۰۔ ایضاً،۱/۲۷۹،۳۶۲،۲/۴۰۵،۴/۲۷۸،۵/۱۸۰،۷/۳۷۱،۸/۷۵،۳۰۵،۱۰/۱۱،۱۲،۲۰

۵۱۔ ایضاً،۱/۴۰،۴۰۵،۴۲۸،۲/۱۴۳،۲۱۹،۳/۲۳۶

۵۲۔ ایضاً،۳/۱۷۱

۵۳۔ ایضاً،۱/۱۸۵،۲۴۰،۲۵۲،۲/۳۱،۴۰:۷/۲۲۸

۵۴۔ ایضاً،۱/۱۱۱

۵۵۔ ایضاً،۱/۴۰

۵۶۔ السنن الکبری، ۷/۲۲۸۔

۵۷۔ ایضاً،۱/۱۹۰،۲۰۴،۲۵

۵۸۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:معجم الجرح و التعدیل، ص۲۲۳۔۲۲۵

۵۹۔ السنن الکبری، ۱/۴۴،۱۰/۲۲۶

۶۰۔ معجم الجرح و التعدیل، ص۲۲۵

۶۱۔ تہذیب التہذیب، ۱۱/۲۲،۳۲،تقریب التہذیب،۲/۳۱۵

۶۲۔ السنن الکبری،۶/۱۲۵

۶۳۔ ایضاً،۶/۱۲۵

۶۴۔ ایضاً،۷/۳۴۹

۶۵۔ دلائل النبوۃ، ۱/۴۶

۶۶۔ السنن الکبری،۱/۱۰۲،۳۱۸؛۳۵۶،۲/۲۴۷،۱۰/۱۵۱

۶۷۔ ایضاً،۶/۹۶

۶۸۔ تہذیب التہذیب، ۱۲/۴۰۶

۶۹۔ السنن الکبری، ۱۰/۱۲،۴۰،۱۹۶

۷۰۔ ایضاً،۱۰/۱۶۷

۷۱۔ ایضاً،۵/۳۲۴/۳۲۵

۷۲۔ ایضاً،۱/۸۹،۱۳۰،۱۵۸

۷۳۔ موارد الامام البیھقی فی کتابہ السنن الکبری، ص ۹

۷۴۔ السنن الکبری،۱/۳۰:۴/۲۲۳:۷/۱۷۱

۷۵۔ ایضاً،۲/۱۹۷،۲۹۴،۳۱۳،۴/۲۳۳،۳۰۸،

۵/۱۹۸،۲۷۸۷،۳۵۷،۶/۱۷۲،۷/۶۱،۲۱۰،۹/۳۰۹

۷۶۔ ایضاً، ۱/ ۸۱، ۳۴۰، ۳/ ۳۷، ۵/ ۲۸۹، ۸/ ۷۵، ۹/ ۲۸۵، ۱۰/ ۱۳۷

۷۷۔ ایضاً، ۱/ ۳، ۴، ۷، ۶۱، ۳/ ۲۴۹

۷۸۔ ایضاً، ۱/ ۱۶۱، ۲/ ۳۸۰، ۴/ ۵، ۹/ ۲۵۶

۷۹۔ ایضاً، ۱/ ۶۳، ۳۷۳، ۵/ ۳۲۴، ۶/ ۳۷۰

۸۰۔ مقدمة ابن الصلاح، ۱۲، طوالت کے خوف سے پوری عربی عبارت نقل نہیں کی گئی ہے

۸۱۔ امام بغوی کی کنیت أبو محمد، نام حسین بن مسعود محمد بن فراء اور لقب محی السنۃ ہے۔ یہ بستی بغ کے رہنے والے جلیل القدر اور نامی گرامی حافظ حدیث ہیں، معالم التنزیل، شرح، السنة، التهذیب اور المصابیح وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں(العبر: ۴/ ۳۷، تذکرہ الحفاظ: ۴/ ۳۷ (۱۰۶۲)، النجوم الزاهرة، ۵/ ۲۲۴)

۸۲۔ دلائل النبوة، ۱/ ۸۸

مصادر مراجع

۱۔ **الأ نساب،** الامام أبو سعد عبد الكريم بن محمد ابن منصور التميمی السمعانی (م۵۶۲ھ)، تقديم و تعليق، عبد الله عمر البارودی ، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولی: ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸م۔

۲۔ **البداية والنهاية،** حافظ عماد الدين أبو الفداء اسماعيل بن عمر المعروف بابن كثير (م۷۷۴ھ)،مكتبةالمعارف بيروت، الطبعة الثانية، ۱۹۷۸م۔

۳۔ **تدوين النسة النبوية**، الدكتور محمد بن مطر الزّ هَرانی، دار الخُضَيری، الطبعة الثانية: ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

۴۔ **تذكرة الحفاظ**، الامام شمس الدين محمد بن أ حمد بن عثمان الذهبی (م ۷۴۸)،دار الكتب العلمية بيروت. لبنان، الطبعة الأ ولی: ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸م۔

۵۔ **تقريب التهذيب،** ابو الفضل الحافظ محمد بن حجر العسقلانیؒ (م۸۵۲ھ)، دار الرشيد حلب، ۱۴۰۶ھ۔

۶۔ **تهذيب التهذيب** ، ابوالفضل الحافظ محمد بن حجر العسقلانیؒ (۸۵۲ھ)، دائرة المعارف النظامية،حيدر آباد ، دكن،۱۳۲۵ھ۔

۷۔ **حجة الله البالغة،** شاه ولی الله محدث دهلویؒ (م۱۱۸۶ھ)،المكتبة السلفية، لاهور، س--ن.

۸۔ **دلائل النبوة،** الامام أ حمد بن الحسين البيهقی (م۴۵۸ھ)، تحقيق : الدكتور عبد المعطی قلعجی، دار الكتب العمية ، بيروت، الطبعة الأ ولی: ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۵م۔

۹۔ **السنن الکبری**، الامام أ بو بکر أ حمد بن الحسین بن علی البیهقی (م۴۵۸ھ) تـحـقیـق : مـحـمـد عبد القادر عطا، دار الکتب العمیة بیروت -- لبـنان، الطبعة الأ ولی، ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴م۔

۱۰۔ **سیـر أ علام النبلاء** ، الـحـافـظ أ بـو عـبـد الله شـمـس الدین محمد بن أحمد بن عثمان الذهبیؒ (م۷۴۸ھ)،مؤ سسة الرسالة، الطبعة الثانیة:۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲م۔

۱۱۔ **شذرات الذهب فی أخبار من ذهب**، أ بو الفلاح عبد الحی ابن العماد الحنبلی (م۱۰۸۹ھ)، دار الأفاق الجدید ة، بیروت، س.ن.

۱۲۔ **شعب الایمان**، الامام أبو بکر أ احمد بن الحسین البیهقی (م۴۵۷ھ)،تحقیق: أبـی هـاجر محمد السَّعید بن بَسیُو زُغلول، دار الکتب العمیة بیروت --لبنان، الطبعة الأ ولی: ۱۴۱۰ھ۔۱۹۹۰م۔

۱۳۔ **طبقات الشافیة الکبری**، العلامة تاج الدین أبو نصر عبد الوهاب بن تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکیؒ (م۷۷۱ھ)،دار لمعرفة، بیروت.

۱۴۔ **العَبَـر فِـی خَبَرٍ من عَبَرَ**، الامام محمد بن أ حمد بن عثمان الذهبی (م۷۴۸ھ)، دار الفکر بیروت-لبنان، الطبعة الأ ولی: ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹م۔

۱۵۔ **مـعـجـم الجرح و التعدیل لرجال السنن الکبری**، الـدکتور نجم عبد الرحمن خلف، دار الرَّ یة، الریاض ، الطبعة الاٌ ولی : ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹م۔

۱۶۔ **مـعـرفة السنن والأثار**، الامـام أبـو بـکـر أ حمد بن الحسین البیهقی (م۴۵۸)، تـحقیق: الدکتور عبد المعطی أ مین قلعجی دار الوعی حَلَب - القاهرة، الطبعة الأ ولی: ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۱م۔

۱۷۔ **مقدمة ابن الصلاح، فی علوم الحدیث**، الامام الحافظ أ بو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوریؒ (م۵۹۷ھ)،مطبعة دائرة المعارف العثمانیة حیدر آباد، الطبعة الأولی: ۱۳۵۷ھ۔

۱۸۔ **المنتظم فی تاریخ الملوک والأم**، الامام أبی الفرج عبد الرحمن بن علی ابن محمد بن علی ابن الجوزی (م۵۹۷ھ)،مطبعة دائرة المعارف العثمانیة حیدر آباد، الطبعة الأ ولی: ۱۳۵۷ھ۔

۱۹۔ **النجوم الزاهر ة فی ملوک مصر و القاهرة**، ابن تغری بردی، قدم له وعلق علیه محمد حسین شمس الدین، دار الکتب العمیة بیروت - لبنان، الطبعة الأ ولی: ۱۴۱۳ھ۔

۲۰۔ **وفیات الأ عیان وأ نباء أبناء الزمان**، القاضی شمس الدین أ بو العباس أ حمد بن محمد المعروف بابن خلّکانؒ (۶۸۱ھ)،دار الصادر، بیروت-لبنان، س-ن.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و عباد الرحمن الذين يمشون على الارض هوناوا ذا
خاطبهم الجهلون قالوا سلٰماo والذين يبيتون لربهم
سجدا و قياما oوالذين يقولون ربنا اصرف عنا
عذاب جهنم ان عذابها كان غراما o أنها سآء ت
مستقرا و مقاما oو الذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم
يقتروا و كان بين ذلك قواماo